تشدد کے خلاف تحفظ نسواں ایکٹ 2016ء حکومت پنجاب: شریعت اسلامیہ کی روشنی میں جائزہ

شگفتہ نوید*

محمد ریاض محمود**

Abstract

Pakistan is an ideal country for the protection and promotion of Islamic thought and culture.That is why the provision of women's rights is ensured here and various trends of violence against women are discouraged.“The Punjab Protection of Women against Violence Act 2016” is of paramount importance in this regard. It introduces a new system for resolving women's grievances related to domestic violence .The system mentions various administrative officers, legal committees, punishments and fines. The act has developed a profound impact on Muslim society and its norms. In this particular civilizational and religious background, this research article analyzes this specific act of Punjab Government in the light of Islamic teachings.

Keywords: Islamic teachings, Islamic Thought, Muslims, Pakistan, The Punjab Protection of Women Against Violence Act 2016.

موضوع تحقیق کا تعارف اور پس منظر:

نظریاتی و تاریخی اعتبار سے پاکستان ایک ایسی مثالی ریاست ہے جس میں اسلامی طرز حیات کے تحفظ وفروغ کے لئے خصوصی اقدامات کئے جاتے ہیں۔یہی وجہ ہے کہ خواتین کے حقوق کی فراہمی کو یقینی بنانے اور ان کے خلاف تشدد کے مختلف رجحانات کی حوصلہ شکنی کے لئے یہاں ہمیشہ مختلف نوعیتوں کی کوششیں ہوتی رہی ہیں۔ قیام پاکستان سے قبل برصغیر کے مسلمان خواتین سے متعلق جن ملکی قوانین پر عمل پیرا تھے ان میں شادی شدہ عورتوں کی جائیداد سے متعلق ۱۸۸۲ء کا ایکٹ، کم عمری کی شادی کی ممانعت سے متعلق ۱۹۲۹ء کا ایکٹ اور مسلم عورت کا تنسیخ نکاح سے متعلق ۱۹۳۹ء کا ایکٹ شامل تھے۔

---

* شعبہ علومِ اسلامیہ، گفٹ یونیورسٹی، گوجرانوالہ۔

** ایسوسی ایٹ پروفیسر، ڈیپارٹمنٹ آف اسلامک تھاٹ، ہسٹری اینڈ کلچر، علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی، اسلام آباد۔

قیام پاکستان کے بعد اس حوالے سے جو قانون سازی کی گئی اس میں ۱۹۶۱ء کا مسلم فیملی لاء آرڈیننس،۱۹۷۹ء کا حدود آرڈیننس،۲۰۰۶ء کا تحفظ نسواں ایکٹ،۲۰۱۰ء کا ملازمت کی جگہ پر عورتوں کو ہراساں کرنے کا ایکٹ،۲۰۱۱ء کا خواتین کے خلاف اقدامات سے متعلق ایکٹ اور ۲۰۱۶ء میں پنجاب کا خواتین پر ہونے والے تشدد سے تحفظ کا ایکٹ شامل ہیں۔ اسلام اور پاکستان کے تناظر میں خواتین کے حقوق کا تحفظ ایسا منفرد موضوع ہے جس کے مختلف پہلوؤں پر علمی و تحقیقی کام کی اشد ضرورت ہے۔۲۰۱۶ء میں اس ضمن میں ہونے والی قانون سازی غیر معمولی اہمیت کی حامل ہے۔اس میں گھریلو تشدد سے متعلق خواتین کی شکایات کے ازالہ کے لئے ایک نیا نظام متعارف کرایا گیا ہے۔ شکایات کی تحقیقات کے لئے مختلف کمیٹیاں تشکیل دی گئی ہیں اور خواتین کے حفاظتی عمل پر مامور افسران کے فرائض واختیارات کی وضاحت کی گئی ہے۔ تشدد کا ارتکاب کرنے والے افراد کے لئے تعزیری سزاؤں اور نقدی جرمانوں کا ایک نظام وضع کیا گیا ہے۔ غلط اطلاعات کی فراہمی پر سزائیں رکھی گئی ہیں۔ دوران تفتیش عورت کو کچھ خاص حقوق عطا کئے گئے ہیں۔ خاوند کو حفاظتی تحویل میں رکھنے کے لئے ٹخنہ یا کلائی پر ایک مخصوص قسم کا کڑا لگایا جاتا ہے۔ خاوند کو گھر سے بے دخل بھی کیا جاسکتاہے اور اس کو لائسنسی اسلحہ بھی عدالت میں جمع کروانے کی ہدایت کی جاسکتی ہے۔ ۲۰۱۶ء میں نافذ ہونے والا یہ مخصوص ایکٹ شریعت اسلامیہ کے تناظر میں کیا حیثیت رکھتا ہے، علم وفکر اور تہذیب وتمدن سے براہ راست وابستہ یہی وہ سوال ہے جس کے مختلف پہلوؤں کا تجزیہ کرنے کے لئے اس تحقیقی مضمون کی تخلیق و تشکیل کی گئی ہے۔

خواتین کے حقوق اور اس ضمن میں پاکستان میں ہونے والی قانون سازی کے مختلف پہلوؤں پر جو علمی کام ابھی تک منظر عام آیاہے اس میں پی ایچ ڈی کی سطح پر ہونے والے تحقیقی مقالات کا ایک بڑا حصہ شامل ہے۔ جن موضوعات پر مشتمل یہ مقالات لکھے گئے ان میں ڈاکٹر لبنیٰ رحمت کا ''برصغیر میں خواتین کے مسائل اور ان کا حل''[1] اورڈاکٹر سمیحہ راحیل قاضی کا''اسلام کا خاندانی نظام اور عصری تہذیبی تحدیات''[2] بڑی اہمیت کے حامل ہیں۔

[1] نگران:ڈاکٹر حافظ محمود اختر،پنجاب یونیورسٹی،لاہور۔

[2] نگران:ڈاکٹر شبیر احمد منصوری،پنجاب یونیورسٹی،لاہور۔

ایم فل کی سطح پر جن موضوعات پر کام ہوا ان میں گل زادہ کا "عائلی زندگی سے متعلق قواعد فقہیہ اور عصر حاضر میں ان کا اطلاق"[3]، عبد المتین کا "عصر حاضر میں ازدواجی زندگی کے مسائل اور ان کا حل"[4] اور محمد احسان الٰہی کا "پاکستان میں حقوق نسواں پر قانون سازی کے اثرات: تجزیاتی مطالعہ"[5] شامل ہیں۔ موضوع ہذا کے مختلف پہلوؤں سے متعلق قراۃ العین نے "مسلم عائلی قوانین و معاملات"[6] کے عنوان سے کتاب بھی تحریر کی۔

مذکورہ بالا علمی کام میں ۲۰۱۶ء کے ایکٹ کو براہ راست اور جامع طور پر زیر بحث نہیں لایا گیا۔ علمی و فکری میدان میں موجود اسی خلا کو پر کرنے کے لئے اس تحقیقی مضمون کو تیار کیا گیا ہے۔ یہ مضمون چھ اجزاء پر مشتمل ہے۔ پہلے جزو میں موضوع تحقیق کا تعارف کرایا گیا ہے نیز اس کے پس منظر کو واضح کیا گیا ہے۔ دوسرے جزو میں خواتین پر تشدد روکنے سے متعلق اسلامی تعلیمات کو بیان کیا گیا ہے۔ تیسرے جزو میں ۲۰۱۶ء کے تحفظ نسواں ایکٹ کا شریعت اسلامیہ کی روشنی میں جائزہ لیا گیا ہے۔ چوتھے جزو میں پاکستان میں مسلم معاشرت پر اس ایکٹ کے اثرات کا جائزہ لیا گیا ہے۔ پانچویں جزو میں ایکٹ میں ترامیم کے لئے کچھ تجاویز دی گئی ہیں۔ چھٹے جزو میں خلاصہ بحث پیش کیا گیا ہے۔

خواتین پر تشدد روکنے سے متعلق اسلامی تعلیمات:

اسلام جامع و واضح تعلیمات کا حامل ایک ایسا دین ہے جس میں حیات انسانی کے تمام پہلوؤں سے متعلق دنیوی و اُخروی فوائد سے عبارت ہدایات عطا کی گئی ہیں۔ خصوصاً میاں بیوی کے تعلقات اور پوری عائلی زندگی کو پُر وقار اور راست باز بنانے کے لئے قرآن مجید، احادیث نبویہ اور کتب سیرت وفقہ سے بہترین رہنمائی میسر آتی ہے۔ اسلامی تعلیمات میں خواتین کی ہمہ جہتی اہمیت کو اجاگر کیا گیا ہے اور ان کی تعلیم و تربیت کے مختلف پہلوؤں کو واضح کیا گیا ہے۔ خواتین کو عمومی سماجی زندگی میں اور خالصتاً گھریلو معاملات میں کسی بھی قسم کے ذہنی، نفسیاتی اور جسمانی تشدد سے محفوظ رکھنے کے لئے اسلام نے شاندار اقدامات کا اہتمام کیا ہے۔ مرد و عورت کے مابین حقوق و فرائض کا ایسا متوازن نظام متعارف کرایا گیا جس کے ذریعے حق تلفی، صنفی امتیاز، توہین، طنز اور تشدد کے مختلف

---

[3] ایضاً

[4] نگران: ڈاکٹر سید محمد شاہد ترمذی، (اسلام آباد: نیشنل یونیورسٹی آف ماڈرن لینگویجز، ۲۰۲۰ء)۔

[5] نگران: ڈاکٹر محمد عمار خان ناصر، (گوجرانوالہ: گفٹ یونیورسٹی، ۲۰۱۷ء)۔

[6] (ملتان: حافظ پرنٹنگ پریس، بیرون بوہڑ گیٹ، ۲۰۱۲ء)۔

راستوں کو روکنے کی پوری کوشش کی گئی۔ قرآن مجید نے مرد وعورت کو دوستی کے رشتے میں مضبوطی سے بندھے ہوئے قرار دیا۔[7] رسول اللہ ﷺ نے عورت اور عطر کو اپنی پسندیدہ چیزیں قرار دیا۔[8] عورت کو خاندانی معاملات میں اس حد تک بااختیار بنایا گیا کہ وہ نکاح کرنے میں آزاد ہے، وہ اپنی مرضی سے خاوند کا انتخاب کر سکتی ہے،[9] خاوند اس کے اخراجات کا ذمہ دار ہے[10] اور وراثت میں اسے حق دار بنایا گیا ہے۔[11] اس کے حقوق کو واضح طور پر قرآن مجید نے تسلیم کیا ہے۔ مرد وزن کی مساوات کا خوبصورت پہلو اس طرح بیان کیا گیا کہ اللہ تعالیٰ کسی کے عمل کو ضائع نہیں کرے گا خواہ عمل کرنے والا مرد ہو یا عورت۔[12] اسی طرح مغفرت کے لئے جو ضابطہ تشکیل دیا گیا اس میں مرد اور عورت دونوں کو مخاطب کیا گیا۔[13] اسلام نے مرد وزن کے لئے عملی زندگی کا دائرہ کار الگ الگ بنایا ہے۔ عورت بچوں کی پرورش کی ذمہ دار ہے، اسے بچے کو دوسال دودھ پلانا ہے۔[14] اس کے برعکس مرد پابند ہے کہ وہ عورت کے اخراجات پورے کرے۔ اس پس منظر میں دونوں اصناف کے درمیان ذمہ داریوں کی تقسیم منصفانہ ضرور ہے مگر یکساں نہیں۔[15] بہت سے معاملات گھریلو سطح پر ایسے ہیں جن میں مرد کو عورت کی خدمت کرنا ہوتی ہے۔ وہ اپنا مال عورت پر خرچ کرتا ہے اور اس کی تربیت کا ذمہ دار ہے۔[16] مرد کو حکم دیا گیا ہے کہ وہ اپنی بیوی سے

---

[7] التوبۃ:۱۷

[8] أبو عبد الرحمن أحمد بن شعیب بن علي الخراساني، النسائي (المتوفی:۳۰۳ھ)، السنن، کتاب **عشرۃ النساء**، باب حب النساء، (حلب: مکتب المطبوعات الإسلامیۃ، ۱۴۰۶ھ)، ۷: ۶۸، حدیث:۳۹۴۹

[9] أبو داود سلیمان بن الأشعث بن إسحاق بن بشیر بن شداد بن عمرو الأزدي السِّجِسْتاني (المتوفی: ۲۷۵ھ)، سنن أبي داود، (بیروت: المکتبۃ العصریۃ، صیدا)، ۲: ۲۳۲، حدیث:۲۰۹۶

[10] البقرۃ:۲۳۶

[11] النساء:۷

[12] آل عمران:۱۹۵

[13] الاحزاب:۳۵

[14] البقرۃ:۲۳۳

[15] امین احسن اصلاحی، **اسلامی معاشرہ میں عورت کا مقام**، (لاہور: فاران فاؤنڈیشن، ۲۰۱۰ء)، ۸۵

[16] أبو عبد اللہ محمد بن عمر بن الحسن بن الحسین التیمي الرازي الملقب بفخر الدین الرازي خطیب الري (المتوفی:۶۰۶ھ)، **مفاتیح الغیب**، (بیروت: دار إحیاء التراث العربي، ۱۴۲۰)، ۱۰: ۸۰

حسن سلوک کرے۔[17] رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ بہترین اخلاق وہ ہے جس کا مظاہرہ کوئی مرد اپنی بیوی سے کرتا ہے۔[18]

خواتین کو ذہنی اذیت میں مبتلا کرنا، انہیں نفسیاتی طور پر دباؤ میں رکھنا، ان کی توہین کرنا اور ان کے خلاف تشدد پر مبنی کوئی کارروائی کرنا، ان تمام رویوں کا اسلام اور مسلم تہذیب سے کوئی تعلق نہیں۔ حضرت لقیط بن صبرہ نے رسول اللہ ﷺ کو بتایا کہ ان کی بیوی بدزبان ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ اسے طلاق دے دو۔ حضرت لقیط بن صبرہ نے بتایا کہ ان کی بیوی کافی عرصہ سے ان کے ساتھ رہ رہی ہے اور اس سے ان کے بچے بھی ہیں۔ اس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اسے سمجھاؤ مگر اس پر تشدد نہ کرو۔[19] اسلام نے خراب عادات کی مالک عورت کی اصلاح کے لئے ایک خوبصورت حکمت عملی اختیار کی ہے۔ اس ضمن میں تدریج کو بڑی اہمیت حاصل ہے۔ جن عورتوں سے سرکشی کا اندیشہ ہو تو ان کو سمجھانے کی ہدایت کی گئی۔ پہلے درجے میں ان کو خواب گاہوں سے الگ کرنے کی تعلیم دی گئی۔ اگر وہ باز نہ آئیں تو پھر ہلکی سزا دینے کی گنجائش رکھی گئی ہے، بتایا گیا کہ اگر وہ اس حکمت عملی کے نتیجے میں مطیع ہو جائیں تو خواہ مخواہ ان پر دست درازی کے لئے بہانے تلاش نہ کئے جائیں۔[20] اسلام نے عورت پر سختی اور اسے ذہنی دباؤ میں رکھنے کی راہ کو روکنے کی ہر ممکن کوشش کی ہے۔ عورت کے اخلاق و کردار میں موجود خرابی کو تین درجاتی انداز میں ٹھیک کرنا ہے۔ پہلے سمجھایا جائے، پھر بستر سے الگ کیا جائے۔ اگر یہ دونوں اقدامات بے سود قرار پائیں تو پھر آخری حربہ قابل برداشت سزا کا ہے۔[21] اسلام نے پہلے مرحلہ میں عورت کی تعلیم و تربیت کو رکھا ہے۔ تشدد کو روکنے میں تعلیم کا بنیادی کردار ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے خواتین کی تعلیم کو بہت اہمیت دی۔

---

[17] النساء:١٩

[18] محمد بن عیسی بن سَوْرة بن موسی بن الضحاک، الترمذي، أبو عیسی (المتوفی:٢٧٩ھ)، جامع ترمذی، باب ماجأفی حق المرأة علی زوجها، (بیروت: دار الغرب الإسلامي،١٩٩٨ء)، ٢: ٤٥٧، حدیث:١١٦٢

[19] أبوداود سلیمان بن الأشعث، **سنن**، ١: ٣٥، حدیث:١٤٢

[20] النساء:٣٤

[21] محمد بن عیسی بن سَوْرة بن موسی بن الضحاک، الترمذي، أبو عیسی (المتوفی:٢٧٩ھ) و**سنن الترمذی**، (بیروت: دار الغرب الإسلامي، ١٩٩٨ء)، ٦: ٤٥٨، حدیث:١١٦٣

ام المومنین حضرت عائشہ نے غیر معمولی علمی صلاحیت پائی تھی۔[22] عورت کو زیور تعلیم سے آراستہ کر کے گھریلو تشدد کے خلاف ایک بہترین مہم چلائی جاسکتی ہے۔ اسلام نے عورت کو سماجی شعور عطا کرنے کے لئے مثالی اقدامات کئے۔ وراثت، نفقہ، مہر، تحفظ عصمت وعفت اور ملکیت کے حقوق عطا کئے۔ نکاح، طلاق، عدت اور خلع کے احکامات کے ذریعے اسلام نے عورت کو بااختیار بنایا۔ مختصر یہ کہ عورت کے حقوق و فرائض سے متعلق اسلامی تعلیمات کی ترویج واشاعت سے گھریلو تشدد کی راہ روکی جاسکتی ہے۔

تحفظ نسواں ایکٹ ۲۰۱۶ء کا شریعت اسلامیہ کی روشنی میں جائزہ:

خاوند کا اپنی بیوی پر کسی بھی قسم کا تشدد اخلاقی ومذہبی حوالے سے ناپسندیدہ عمل ہے۔ ۲۰۱۶ء میں اس ضمن میں خصوصی طور پر قانون سازی کے ذریعے اس تشدد کا راستہ روکنے کی کوشش کی گئی۔ خواتین کے ساتھ ہونے والے نامناسب سلوک، معاشی میدان میں ہونے والی حق تلفی، بد اخلاقی اور ذہنی ونفسیاتی تشدد کو ایسے جرائم میں شمار کیا گیا جن پر تعزیری سزائیں دینے کا اعلان کیا گیا۔ جسمانی استحصال اور تشدد کو روکنے کے لئے ایک مخصوص طریقہ کار اختیار کیا گیا۔ اکتیس دفعات پر مشتمل اس ایکٹ کے تحت خواتین ایک ٹال فری نمبر پر کال کر کے شکایت درج کرواسکتی ہیں۔ شکایات کی تحقیق وتفتیش کے لئے ضلعی سطح کی پروٹیکشن کمیٹیاں (Protection Committees) قائم کی گئی ہیں۔ پروٹیکشن آفیسر کی ذمہ داری ہے کہ وہ متعلقہ شخص کو اطلاع دے کہ اس کے خلاف فلاں شکایت آئی ہے۔[23] دلچسپ امر یہ ہے کہ اگر کوئی شخص پروٹیکشن آفیسر کو کام کرنے سے روکے اور اس کے کام میں کسی نوعیت کی رکاوٹ ڈالے تو ذمہ دار شخص کو چھ ماہ تک کی سزا دی جاسکتی ہے یا اسے پانچ لاکھ روپے بطور جرمانہ ادا کرنا ہوگا۔[24] غلط شکایات یا جھوٹی اطلاعات کا راستہ بھی روکنے کا پورا انتظام کیا گیا۔ اگر کوئی فرد کسی کے بارے میں عورت پر تشدد کی غلط اطلاع دیتا ہے تو اسے تین ماہ کی سزا دی جاسکتی ہے یا اسے جرمانہ کے طور پر پچاس ہزار سے لے کر ایک لاکھ روپے تک کی رقم ادا کرنا پڑ سکتی ہے۔[25] عدالت کو اختیار دیا گیا ہے کہ وہ

---

[22] شمس الدین أبو عبداللہ محمد بن أحمد بن عثمان بن قَايْماز الذهبي (المتوفی: ۷۴۸ھ)، **تذکرۃ الحفاظ**، (بیروت، لبنان: دار الکتب العلمیۃ، ۱۴۱۹ھ)، ۱: ۲۷

[23] The Punjab Protection of Women Against Violence Act 2016,Section (2).

[24] Ibid,Section-18.

[25] Ibid,Section-19.

خاتون پر تشدد کرنے والے شخص کے ہاتھ کو ایک مخصوص قسم یعنی جی پی ایس[26] کا کڑا اٹخنہ یا کلائی پر پہنا دے۔[27] بیوی کے رہائش کے حق کو اس طرح واضح کیا گیا ہے کہ خاوند اسے محفوظ رہائش فراہم کرنے کا ذمہ دار ہے۔ میاں بیوی کا جھگڑا ہو جائے تو خاوند اسے گھر سے نکال نہیں سکتا۔ بیوی اس حق کو عدالت کے ذریعے حاصل کرنے کا اختیار رکھتی ہے۔[28]

متاثرہ خاتون کو حق حاصل ہے کہ وہ خاوند کے گھر یا خاوند کی فراہم کردہ کسی دوسری جگہ یا سرکاری پناہ گاہ (Shelter Home) میں رہائش اختیار کرلے۔[29] اس ایکٹ میں گھریلو تشدد (Domestic Violence) کی وضاحت اس طرح کی گئی ہے کہ اس سے مراد خاوند کی طرف سے کیا جانے والا تشدد ہے۔[30] اس طرح خاوند کو بیوی کی کسی بھی معاملہ میں باز پرس کرنے سے روک دیا گیا ہے اور اسے تشدد قرار دیا گیا ہے۔ میاں بیوی میں جھگڑے کی صورت میں مصالحت کے عمل کو اختیار کرنے کا ایک مخصوص طریقہ وضع کیا گیا ہے۔ سرکاری سٹاف کی ذمہ داری ہے کہ وہ خاتون کی حفاظت، میڈیکل معائنے اور جرم کی تفتیش کے لئے اقدامات کرے۔[31] اس تفتیشی اور عدالتی عمل کے دوران خاوند اپنی بیوی سے کسی قسم کا کوئی رابطہ نہیں کر سکتا۔[32]

علاوہ ازیں متاثرہ خاتون کو محفوظ رکھنے کی غرض سے مدعا علیہ یعنی خاوند کو اپنے ہی گھر سے دو روز تک کے لئے بے دخل کر دیا جائے گا۔[33] گھریلو ناچاقی اور تشدد کے ماحول میں عورت کو تحفظ دینے کے نام پر ضلعی افسر کو پولیس کے تعاون سے متاثرہ خاتون سے ملاقات کرنے کا اختیار حاصل ہے۔ اس ملاقات کے لئے متاثر خاتون کے گھر میں زبردستی داخل ہونے کی بھی اجازت دی گئی ہے۔[34] خاتون پر ہونے والے تشدد کے مقدمہ کی تفصیل اور دیگر حفاظتی اقدامات کو متعلقہ محکمہ سات ایام کے دوران اپنی ویب سائٹ پر واضح کرے گا۔ اس ریکارڈ کو لوگ بلا

---

[26] جی پی ایس (گلوبل پوزیشننگ سسٹم Global Positioning System) سے مراد ایسا نظام جس کے ذریعے کسی شخص کی حرکات وسکنات پر نظر رکھنا ہے جس کے تحت کسی شخص کو کڑا لگا کر زیر مشاہدہ رکھا جاتا ہے۔
https://searchmobilecomputing.techtarget.com/definition/Global-Positioning-System-) (10-11-2021

[27] Ibid,Section-7(D)

[28] Ibid,Section-5(A)

[29] Ibid,Section-5(B)

[30] Ibid,Section-2(H)

[31] Ibid,Section-3(C)

[32] Ibid,Section-7(1,A,C)

[33] Ibid,Section-7(I-E)

[34] Ibid,Section-15(2,3)

معاوضہ دیکھ سکیں گے۔[35] تشدد کرنے والے خاوند کو اسلحہ خریدنے سے روکا جا سکے گا۔ وہ اسلحہ لائسنس بھی حاصل نہیں کر سکے گا۔ عدالت اس کو ہدایت کر سکتی ہے کہ وہ اسلحہ عدالت میں جمع کرادے۔[36]

ایکٹ کی بعض دفعات اسلامی تعلیمات سے جزوی طور پر موافقت رکھتی ہیں۔ مثلاً ایکٹ کی رو سے خاوند کی ذمہ داری ہے کہ وہ تشدد سے متاثرہ بیوی کو رہائش فراہم کرے۔ اسلام نے بیوی کے اس حق کو نان ونفقہ اور لباس کی ذمہ داری سمیت تسلیم کیا ہے۔[37] ایکٹ میں بتایا گیا ہے کہ Protection Officer کے کام میں مداخلت کرنے والے کو سزا دی جائے گی۔ یہ امر بھی اسلام سے ہم آہنگ ہے۔ یادرہے کہ اسلام میں اولوالامر یا ریاستی ذمہ داران کی اطاعت پر بہت زور دیا گیا ہے۔[38] ایکٹ میں واضح کیا گیا ہے کہ غلط شکایت کا اندراج کروانے والے کو سزا دی جائے گی یا جرمانہ کیا جائے گا۔ یہ حکمت عملی بھی اسلام کے متعارف کردہ آداب معاشرت سے مطابقت رکھتی ہے۔ یادرہے کہ رسول اکرم ﷺ نے جھوٹ بولنے کو منافقت کی علامت قرار دیا۔[39] قرآن مجید نے پاک دامن خواتین پر تہمت لگانے والوں پر لعنت کی ہے۔[40] ایکٹ کی بعض دفعات میں اسلامی تعلیمات سے عدم موافقت پائی جاتی ہے۔ مثلاً ایکٹ میں خاوند کو یہ اختیار نہیں دیا گیا کہ وہ بیوی کی کسی معاملہ میں باز پرس کر سکے۔ باز پرس اور تفتیش معاملہ کو بھی تشدد قرار دیا گیا ہے۔ اس کے برعکس قرآن مجید نے ان عورتوں کو سمجھانے کی ذمہ داری خاوند پر عائد کی ہے جن سے سرکشی کا اندیشہ ہو۔[41] ایکٹ میں بتایا گیا ہے کہ میاں بیوی کے درمیان تشدد کے معاملہ کی تفتیش سرکاری ملازمین کریں گے۔ اس ضمن میں صلح اور معاملہ رفع دفع کرانے کے امکان کا کوئی تذکرہ نہیں کیا گیا۔ اس کے برعکس اسلام میں صلح کو ترجیح حاصل ہے۔[42] ایکٹ کی رو سے مدعاعلیہ یعنی خاوند کو ٹخنہ یا کلائی پر کڑا (بریسلٹ) لگایا جائے گا۔ اس کے برعکس قرآن مجید نے مرد وعورت کے باہمی معاملات کو احسن ومعروف انداز

[35] Ibid,Section-23-(2)
[36] Ibid, Section -7(F)

[37] البقرۃ:۲۳۳

[38] النساء:۵۹

[39] بخاری، محمد بن اسماعیل، الجامع الصحیح، **کتاب الایمان**، باب علامۃ المنافق، (بیروت: دارالفکر، ۱۹۸۸ء)، ۱: ۶۲، حدیث: ۳۲

[40] النور: ۲۳

[41] النساء: ۳۴

[42] الحجرات: ۹

میں طے کرنے کی تعلیم دی ہے نیز مردوں کو عورتوں پر فضیلت دی ہے۔[43] ایکٹ کے مطابق مدعاعلیہ یعنی خاوند کو گھر سے نکال دیا جائے گا۔ اس کے برعکس اسلام نے مرد کو گھر کا محافظ قرار دیا ہے۔[44] گھر سے بے دخل ہو کر کس طرح مرد گھر کے محافظ کا کردار ادا کر سکتا ہے۔ [45] بہت سی دفعات کے اسلامی تعلیمات سے ہم آہنگ نہ ہونے کے پیش نظر پاکستانی علماء کی ایک بڑی تعداد نے اس ایکٹ کی مخالفت کی۔

پاکستان میں مسلم معاشرت پر ایکٹ کے اثرات:

اس ایکٹ کے مسلمانوں کے طرز معاشرت پر ہمہ جہتی اثرات مرتب ہوئے۔ ان اثرات کا مثبت پہلو یہ ہے کہ خواتین میں ان کے حقوق کا شعور بیدار ہوا۔ ملکی وصوبائی سطح پر ان کے مسائل کے حل کی طرف توجہ کی گئی۔ خواتین کو بااختیار بنانے، ان پر تشدد کو روکنے، جنسی جبر کے خاتمے، نفسیاتی وجذباتی استحصال کی راہ روکنے اور خواتین میں سماجی شعور کی بیداری کے حوالے سے بھی اس ایکٹ کا کردار نہایت مثبت رہا۔ البتہ اس ایکٹ کے اثرات کے بعض پہلو منفی نوعیت کے حامل ہیں۔ اس ایکٹ کے ذریعے اسلام کے عائلی نظام میں بے جا مداخلت کی کوشش کی گئی ہے۔ خاوند کو کڑا پہنا کر اور اسے گھر سے بے دخل کر کے مذاق کا نشانہ بنایا گیا ہے۔ ایسی صورت حال سے اخلاقی بگاڑ جنم لے سکتا ہے۔ اسلامی روایات سے روگردانی کے نتیجے میں "عورت مارچ" "میرا جسم" اور [46] میری مرضی"[47] ایسے سانحات واقع ہوتے ہیں۔ اس ایکٹ کے ذریعے مرد وزن کے درمیان مساوات کے غیر فطری تصور کو فروغ

---

[43] البقرة:۲۲۸

[44] النساء:۳۴

[45] سید قطب شہید، **فی ظلال القرآن**، مترجم: سید معروف شاہ شیرازی، (لاہور: مکتبہ معارف اسلامیہ، ۱۹۸۰ء)، ا: ۳۷

[46] https://www.bbc.com/urdu/pakistan-60657787#:~:text=%D8%B9%D9%88%D8%B1%D8%AA%D9%88%DA%BA%20%DA%A9%DB%92%20%D8%B9%D8%A7%D9%84%D9%85%DB%8C%20%D8%AF%D9%86%20%DA%A9%DB%92,%D8%A8%D8%A7%D8%AA%20%DA%A9%D8%B1%D8%AA%DB%8C%20%D8%AF%DA%A9%DA%BE%D8%A7%D8%A6%DB%8C%20%D8%AF%DB%8C%D8%AA%DB%8C%20%D8%AA%DA%BE%DB%8C%DA%BA%DB%94 Date:18-05-2022,Time:09:26am

[47] https://www.independenturdu.com/node/31041/%D8%B2%D8%A7%D9%88%DB%8C%DB%81/%D9%86%D9%82%D8%B7%DB%82-%D9%86%D8%B8%D8%B1/%D9%85%DB%8C%D8%B1%D8%A7-%D8%AC%D8%B3%D9%85%C2%A0%D9%85%DB%8C%D8%B1%DB%8C-%D9%85%D8%B1%D8%B6%DB%8C-%E2%80%94-%D8%A2%D8%AE%D8%B1-%DA%A9%DB%8C%D9%88%DA%BA-%D8%9F Date:18-05-2022,Time:09:28am

دینے کی کوشش کی گئی۔ عورت کو تھانہ کچہری کے حوالے کرنا کسی صورت بھی مناسب قدم نہیں ہے۔ اس ایکٹ کی وجہ سے بہت سے مرد حضرات نفسیاتی الجھنوں کا شکار ہوئے اور بچوں پر بھی منفی اثرات مرتب ہوئے۔ مرد و عورت کو ایک دوسرے کے مقابل لا کھڑا کیا گیا۔ مرد و زن کی مساوات کے مغربی تصور کی نقالی کی کوشش کی گئی۔ خاندانی نظام میں انتشار کو ہوا دی گئی۔ بزرگوں کے احترام کے حوالے سے بھی منفی اثرات مرتب ہوئے۔ خاندانی ہم آہنگی کے اسلامی تصورات پر کاری ضرب لگائی گئی۔

خواتین کو تشدد سے محفوظ رکھنے کے لئے تجاویز:

اسلامی تعلیمات اور پاکستان کے مخصوص تہذیبی پس منظر میں خواتین کو تشدد سے محفوظ رکھنے کے لئے درج ذیل اقدامات کی سفارش کی جاتی ہے اور ایکٹ میں چند ترامیم بھی تجویز کی جاتی ہیں۔

i. خواتین کے حقوق سے متعلق اسلامی تعلیمات کو فروغ دیا جائے۔

ii. خواتین کی تعلیم و تربیت کے اداروں پر توجہ دی جائے۔

iii. گھریلو تنازعات اور خواتین پر تشدد کو روکنے کے ضمن میں پولیس کے بجائے خاندان کے بزرگوں اور پنچائت (مصالحتی کمیٹی) کو فوقیت دی جائے۔

iv. Protection Officer کی تعلیمی و پیشہ ورانہ استعداد کو اعلیٰ درجے پر رکھا جائے۔

v. خواتین کے حقوق سے متعلق قانون سازی کرتے وقت علماء اور دیگر سماجی طبقات سے مشاورت کو یقینی بنایا جائے۔

vi. خواتین کو ان کے حقوق و فرائض سے متعلق مناسب آگاہی فراہم کی جائے۔

vii. ملازمت پیشہ خواتین کے حقوق کے تحفظ کے لئے خصوصی اقدامات کئے جائیں۔ اس سلسلے میں "Harassment Act" موجود ہے۔ لیکن عملی طور پر خواتین اس ایکٹ سے مستفید نہیں ہو پاتیں اس لئے مناسب اقدامات کی ضرورت ہے۔

viii. مختلف سطحوں کے نصاب ہائے تعلیم میں خواتین کی اہمیت اور ان کے حقوق کی ادائیگی پر مناسب علمی مواد فراہم کیا جائے۔

ix. خواتین کی مذہبی، سیاسی اور سماجی خدمات کو میڈیا اور دیگر ذرائع سے اجاگر کیا جائے۔

x. پارلیمان، میڈیا اور جامعات میں خواتین کے کردار کو مؤثر بنانے کے لئے اقدامات کئے جائیں۔

خلاصۂ بحث:

پاکستان اسلامی نظریۂ حیات کے تحفظ اور فروغ کا علم بردار ہے۔ یہی وجہ ہے کہ یہاں خواتین کے حقوق کی فراہمی کو یقینی بنایا جاتا ہے اور خواتین کے خلاف تشدد کے مختلف رجحانات کی حوصلہ شکنی کی جاتی ہے۔ "The Punjab Protection of Women Against Violence Act 2016" کو اس ضمن میں غیر معمولی اہمیت حاصل ہے۔ اس میں گھریلو تشدد سے متعلق خواتین کی شکایات کے ازالہ کے لیے ایک نیا نظام متعارف کرایا گیا ہے۔ اس نظام میں مختلف انتظامی افسران، قانونی کمیٹیوں، سزاؤں اور جرمانوں کا ذکر ہے۔ اس ایکٹ کے مسلمانوں کے طرز معاشرت پر گہرے اثرات مرتب ہوئے ہیں۔ اس مخصوص تہذیبی اور مذہبی پس منظر میں اس تحقیقی مضمون میں اس ایکٹ کا اسلامی تعلیمات کی روشنی میں جائزہ لیا گیا ہے۔ ایکٹ کی جو دفعات اسلامی تعلیمات سے جزوی مطابقت رکھتی ہیں ان میں تشدد کے واقعات کی تفتیش کے ایام میں متاثرہ بیوی کے حق رہائش اور غلط اطلاع دینے پر سزا و جرمانہ شامل ہیں۔ بعض دفعات شریعت اسلامیہ سے ہم آہنگ نہیں ہیں۔ اس ایکٹ کی رو سے خاوند کو یہ اختیار حاصل نہیں کہ وہ کسی بھی معاملہ میں اپنی بیوی سے کوئی باز پرس کرے۔ میاں بیوی میں مصالحت کرانے کو بھی ایکٹ میں ترجیح نہیں دی گئی۔ معاملات کو خوش اسلوبی سے حل کرنے کے بجائے خاوند کو کڑا لگا کر حفاظتی تحویل میں لیا جاتا ہے۔ خاوند کو گھر سے بے دخل بھی کیا جا سکتا ہے۔ اسلامی تعلیمات سے عدم مطابقت کے پیش نظر علماء کی اکثریت نے اس ایکٹ کی حمایت نہیں کی۔ اس ایکٹ سے خواتین میں اپنے حقوق کا شعور تو یقیناً بیدار ہوا مگر علماء اور مسلم عوام کی اکثریت نے اس ایکٹ کو اسلام کے عائلی نظام میں مداخلت خیال کیا۔ ان کے خیال میں اس ایکٹ کے ذریعے خاوند کی تضحیک کی گئی ہے اور اخلاقی بگاڑ کی راہ ہموار کی گئی ہے۔ اس میں صنفی مساوات کے جس تصور کو پیش کرنے کی کوشش کی گئی ہے وہ غیر فطری اور غیر اسلامی ہے۔ اس میں عورت کو صلح اور معاملہ فہمی کے بجائے پولیس اور کچہری کا راستہ دکھایا گیا ہے۔ اسلامی نظریۂ حیات کے مطابق مرد و عورت کو باہمی تعلقات میں مکمل طور پر روادار اور ہم آہنگ ہونا چاہیے۔ اس کے برعکس یہ ایکٹ خاندانی نظام کو انتشار میں مبتلا کرتا دکھائی دیتا ہے۔ اسلامی تعلیمات سے مطابقت پیدا کرنے کے لیے ضروری ہے کہ اس ایکٹ میں مناسب ترامیم کی جائیں۔ اس ضمن میں تعلیمی اداروں، بزرگوں، پنچائت، علماء، نصاب تعلیم، میڈیا اور پارلیمان کے اراکین کا کردار بڑی اہمیت کا حامل ہے۔